

اوم شری پرماتمنے نمہ

(پندرہواں باب)

**عظیم انسانوں نے مختلف مثالیں دے کر اس دنیا کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔** کسی نے اس کو دنیوی جنگل کہا، تو کسی نے دنیوی سمندر، حالات کے مطابق اسی کو دنیوی ندی اور دنیوی کنوں بھی کہا گیا اور کبھی اس کا موازنہ گو۔ پد (گائے کے خر) سے کیا گیا کہ جتنا حواس کا دائرہ ہے، اتنی ہی دنیا ہے اور آخر میں ایسی بھی حالت آئی کہ (نام لیتا بھوسنہوں سوکھائیں) دنیوی سمندر بھی سوکھ گیا۔ کیا دنیا میں ایسے سمندر ہیں؟ جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی دنیا کو سمندر اور درخت کا نام دیا، باب بارہ میں انہوں نے کہا۔ جو میرے لاشریک بندے ہیں، ان کو جلد ہی دنیوی سمندر سے نجات دلانے والا ہوتا ہوں۔ یہاں پیش کردہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ دنیا ایک درخت ہے، اس کو کامٹتے ہوئے ہی جوگی حضرات اُس اعلیٰ مقام کی تلاش کرتے ہیں دیکھیں۔

شری بھگوان بولے

ऋध्मूलमधः शाखमश्वत्थं प्राहुरव्ययम् ।

छन्दांसि यस्य पण्णानि यस्तं वेद स वेदवित् ॥१९॥

ارجن! (उर्ध्मूलन) اور پر کی طرف بھگوان، ہی جس کی جڑ ہے، اس کی شاخیں ہیں، ایسے دنیوی شکل والے پیپل والے کے درخت کو لافانی کہتے ہیں۔ درخت تو: - اے- شک: یعنی کل تک بھی رہنے والا نہیں، جب چاہے کٹ جائے لیکن لافانی، شری کرشن کے مطابق لافانی دو ہیں۔ ایک دنیوی درخت لافانی ہے اور دوسرا اس سے بھی ماوراء اعلیٰ لافانی، وید اس لافانی دنیوی درخت کے پتے کہے گئے ہیں جو انسان اس دنیوی شکل والے درخت کو (دیکھتے ہوئے) جان لیتا ہے، وہ وید کا عالم ہے۔

جس نے اُس دنیوی درخت کو جانا ہے، اس نے وید کو جانا ہے، نہ کہ کتاب پڑھنے والا۔ کتاب پڑھنے سے تو محض اُس طرف بڑھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ پتوں کی جگہ پروید کی کیا ضرورت ہے؟ درحقیقت انسان بھکلتے۔ بھکلتے جس آخری کو پل (بگنے) یعنی آخری جنم کو حاصل کرنا ہے، وہیں سے وید کے (دھन्य) بندشیں، (جو بھلائی کی تخلیق کرتے

ہیں) تر غیب دیتے ہیں، وہیں سے ان کا استعمال ہے۔ وہیں سے بھٹکا ختم ہو جاتا ہے۔  
وہ منزل (حقیقت) کی جانب مُرجا تا ہے اور۔

### �دھشچोर्ध्वं प्रसृतास्तस्य शाखा

गुणप्रद्वा विषयप्रवालाः ।

### अधश्च मूलान्यनुसंततानि

कर्मानुबन्धीनि मनुष्यलोके ॥۲॥

اُس دنیوی درخت کے تینوں صفات کے ذریعے بڑھی ہوئی خواہشات اور عیش  
و عشرت کی شکل میں (بَرْنَوْ) کو پل والی شاخیں نیچے اور اوپر ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں نیچے کی  
طرف حشرات الارض تک اور اوپر دیوتا کی مرتبت سے لے کر خالق تک ہر جگہ پھیلی ہوئی  
ہیں اور محض انسانی یونی میں اعمال کے مطابق باندھنے والی ہیں دوسرا سمجھی یونیاں عیش  
و عشرت کا لطف اٹھانے کیلئے ہیں۔ انسانی یونی ہی اعمال کے مطابق بندش تیار کرتی ہے۔

न रूपमस्येह चथोपलभ्यते

नान्तो न चादिर्न च संप्रतिष्ठा ।

अश्वत्थमे नं सुविरुद्धमूल-

मसङ्गशस्त्रमण दृढेन छित्वा ॥۳॥

لیکن اس دنیوی درخت کی شکل جیسی بتائی گئی ہے، ویسی یہاں نہیں پائی جاتی،  
کیوں کہ نہ تو اس کی ابتداء میں نہ انتہا ہے اور نہ یہ اچھی حالت میں ہی ہے (کیوں کہ یہ  
بلتی رہنے والی ہے) اس مضبوط جامد والے دنیوی شکل والے درخت کو مضبوط (انانगशस्त्रेण)  
(اسنگ یعنی ترک دنیا کے صلاح کے ذریعہ کا ثنا ہے، (ایسا نہیں کہ پیپل کے جڑ میں بھگوان  
رہتے ہیں یا پیپل کا پتہ وید ہے اور گھنی کا چراغ دکھانے لگے درخت کو)  
اس دنیوی درخت کی جڑ تو خود بھگوان ہی ہے جو تم کی طرح اثر انداز ہے، کیا وہ  
بھی کٹ جائے گا؟ مستحکم ترک دنیا کے ذریعہ اس دنیا کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، یہی کا ثنا ہے،  
کاٹ کر کریں کیا؟

ततः पदं तत्परिमार्गितव्यं

यस्मिन्नाता न निवर्तन्ति भूयः ।

تمے و چاہیں پورا شر اپنے

یات: پروتھی پرسوتا پورا آنی ॥۱۴॥

مُتّکم ترک دنیا کے ذریعہ دنیوی درخت کو کاٹنے کے بعد اس اعلیٰ مقام بھگوان کی اچھی طرح تلاش کرنی چاہئے، جس میں داخلہ حاصل کر لینے کے بعد انسان دنیا میں دوبارہ نہیں آتے یعنی مکمل نجات حاصل کر لیتے ہیں، لیکن اس کی تلاش کس طرح ممکن ہے؟ جوگ کے مالک فرماتے ہیں۔ اس کے لئے خود پر دگی ضروری ہے۔ جس معبد سے قدیمی دنیوی درخت کے خصلت کا پھیلاوہ ہے، اُسی ابدي انسان معبدوں میں پناہ میں ہوں (ان کی پناہ میں گئے بغیر درخت کا خاتمہ نہیں ہوگا) اب پناہ میں گیا ہوا ترک دنیا کے مرتبہ پرفائز انسان کیسے سمجھے کہ درخت کٹ گیا؟ اس کی شناخت کیا ہے؟ اس پر کہتے ہیں۔

نیماں نماہا جیتسدھیاناداشا

अध्यात्मनित्याविनिवृक्तामः

द्वन्द्वविमुक्ताः सुखदुःखसंज्ञै-

र्गच्छन्यमूढाः पदमव्ययं तत् ॥۱۵॥

مذکورہ بالاطرح کی خود پر دگی سے جن کی فتنگی اور عزت ختم ہو گئی ہے، فتنگی کے شکل والے صحبت کے اثرات پر جنہوں نے قابو پالیا ہے، اُجھاؤ کی شکل میں جو لوگ مسلسل طور پر فائز ہیں، جن کی خواہشات خاص طور سے ختم ہو گئی ہیں اور آرام و تکلیف کے وبال سے آزاد ہوئے عالم حضرات اُس لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل کرتے ہیں۔ جب تک یہ حالت نہیں آتی، تب تک دنیوی درخت نہیں کشنا، یہاں تک بیراگ کی ضرورت رہتی ہے۔ اس اعلیٰ مقام کی شکل کیا ہے؟ جسے حاصل کرتے ہیں۔

न तद्रभासयते सूर्यो न शशाङ्को न पावकः ।

यद्यगत्वा न निवर्तन्ते तद्भाम परमं मम ॥۱۶॥

اُس اعلیٰ مقام کو نہ سورج، نہ چاند اور نہ آگ ہی روشن کر پاتی ہے، جس اعلیٰ مقام کو حاصل کر انسان لوٹ کر پھر دنیا میں نہیں آتے ہیں، وہی میرا اعلیٰ مقام ہے یعنی اُن کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا، اس مقام کو حاصل کرنے میں سب کا برابر اختیار ہے، اس پر کہتے ہیں۔

مमैवांशो जीवलोके जीपभूतः सनातनः ।

मनः षष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति ॥७॥

‘جیلوکے یعنی اس جسم میں (جسم ہی دنیا ہے) یہ ذی روح میرا ہی ابدی حصہ ہے اور وہی ان تینوں صفات والی فطرت (مایا) میں موجود ہو کر من کے ساتھ پانچوں حواس کو راغب کرتی ہے، یہ کس طرح؟۔

शरीरं यदवाप्नोति यच्चाप्युक्तामतीश्वरः ।

गृहीत्वैतानि संयाति वायुर्गन्धनिदाशयात् ॥८॥

جس طرح ہوا خوبیو کے مقام سے خوبیو کو حاصل کر کے لے جاتی ہے، ٹھیک اُسی طرح جسم کا مالک ذی روح (جیवات्मय) جس پہلے والے جسم کو ترک کرتی ہے، اُس سے من اور پانچوں حواس باطنی کے کاروبار کو حاصل کر کے (راغب کر کے ساتھ لیکر) پھر جس جسم کو حاصل کرتی ہے، اس میں داخل ہوتی ہے (جب اگلا جسم اُس وقت طے ہے تو آٹا کا جرم کہا کر کے پہنچاتے ہو؟ قبول کرتا کون ہے؟ لہذا شری کرشن نے ارجمن سے کہا تھا (پیش) میا کر کے پیدا ہو گئی کہ (پیش) جرم پانی وغیرہ دینے کی رسم ختم ہو جائے گی۔ وہاں جا کر کرتا کیا ہے؟ من کے ساتھ چھ حواس کون ہیں؟

क्षोत्रं चक्षुः स्पर्शनं च रसनं घ्राणमेव च ।

अधिष्ठाय मनश्चायं विषयानुपसेवते ॥९॥

اُس جسم میں موجود ہو کر یہ ذی روح کان، آنکھ، جلد، زبان، ناک اور من کا سہارا لے کر یعنی ان سب کے سہارے ہی موضوعات کا لطف اٹھاتی ہیں لیکن ایسا نظر نہیں آتا، سب اسے دیکھنہیں پاتے، اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

उत्क्रामन्तं स्थितं वापि भुज्जानं वा गुणान्वितम् ।

विमूढा नानुपश्यन्ति पश्यन्ति ज्ञानचक्षुषः ॥१०॥

جسم ترک کر کے جاتی ہوئی جسم میں موجود، موضوعات کا لطف اٹھاتی ہوئی یا تینوں صفات سے مزین ذی روح کو خاص طور سے نادان لعلم لوگ نہیں جانتے، صرف علم کی نظر رکھنے والے ہی اُسے جانتے ہیں، دیکھتے ہیں، یہی حقیقت ہے۔ اب وہ نظر کیسے ملے

آگے دیکھیں۔

यतन्तो योगिनश्वैनं पश्यन्त्यात्मन्यवस्थितम् ।

यतन्तोऽप्यकृतात्मानो नैनं पश्यन्त्यचेतयः ॥१९७॥

جوگی حضرات اپنے دل میں طبیعت کو ہر طرف سے سمیٹ کر، اس روح کو پوری کوشش کرتے ہوئے ہی رو برو دیدار کرتے ہیں، لیکن نا شکر روح والے یعنی داندار باطن والے جاہل لوگ کوشش کرتے ہوئے بھی اس روح کو نہیں جانتے (کیوں کہ ان کا باطن دنیوی خصائص میں ابھی بکھرا ہے، طبیعت کو ہر طرف سے سمیٹ کر یکسوئی کے ساتھ باطن میں کوشش کرنے والے عقیدت مند لوگ ہی اُسے حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، الہذا باطنی طور سے مسلسل طور پر یاد جگائے رکھنا ضروری ہے۔ اب اُن عظیم انسانوں کی شکل میں جو شوکتیں پائی جاتی ہیں، (جن کے بارے میں پہلے ہی بتا آئے ہیں) اُن پر روشی ڈالتے ہیں۔

यददित्यगतं तेजो जगद्भासयतऽखिलम् ।

यच्चन्द्रमसि यच्चाग्नौ तत्तेजो विञ्छि मामकम् ॥१९८॥

جو جلال سورج موجود رہ کر سارے جہاں کو روشن کرتا ہے، جو جلال چاند میں موجود ہے اور جو جلال آگ میں ہے، اسے تو میرا، ہی جلال سمجھ، اب اُس عظیم انسان کے ذریعے صادر ہونے والے کاموں کے بارے میں بتاتے ہیں۔

गामाविश्य च भूतानि धारयाम्यहमोजसा ।

पुण्णामि चौषधीः सर्वाः सोमो भूत्वा रसात्मकः ॥१२३॥

میں ہی زمین میں داخل ہو کر اپنی قوت سے سارے جانداروں کو قبول کرتا ہوں اور چاند میں لذت کی شکل ہو کر تمام نباتات کو مقوی بناتا ہوں۔

अहं वैश्वानरो भूत्वा प्राणिनां देहमाश्रितः ।

प्राणापानमायुक्तः पचाम्नं चतुर्पिंथम् ॥१९४॥

میں ہی جانداروں کے اجسام میں آگ کی شکل میں موجود ہو کر جان (پران) اور ریاح (ایلان) کا حامل بن کر چار طرح کے اجناس کا ہاضم ہوں۔  
 باب چار میں خود جوگ کے مالک شری کرشن آتش نفس، آتش احتیاط، آتش جوگ، آتش جان و ریاح، آتش بھگوان وغیرہ ۱۲-۱۳ اتیرہ۔ چودہ طرح کی آتش کا بیان کیا، جن میں سب کا نتیجہ علم ہے، علم ہی آتش ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں، ایسی آتش کی شکل ہو کر جان اور ریاح سے مزین چار طریقوں سے (ورد، ہمیشہ تنفس سے ہوتا ہے، اس کے چار طریقے بیکھری، مدھیمہ پسینتی اور پراہیں۔ ان چار طریقوں سے) تیار ہونے والے اجناس کا میں ہی ہاضم ہوں۔  
 شری کرشن کے مطابق بھگوان، ہی واحد ناج ہے، جس سے روح کو مکمل آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ پھر کبھی نا آسودگی نہیں ہوتی، جسم کی پورش کرنے والے مروجہ انجوں کو جوگ کو مالک نے خوارک کا نام دیا ہے (پुناہار بھروسہ میں بھگوان کی شکل) حقیقی ناج روح مطلق ہے۔ بیکھری، مدھیمہ، پسینتی، اور پرا کے چار طریقوں سے گزر کرہی وہ ناج اچھی اچھی طرح پکتا ہے، اسی کو تمام عظیم انسانوں نے نام، روح (شکل) (لیلا)، تماشہ، اور دھام مقام، کا نام لیا ہے۔ پہلے نام کا ورد ہوتا ہے، دھیرے دھیرے دل کی دنیا میں بھگوان کی شکل صاف عیاں ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد اس کے تماشہ کا احساس ہونے لگتا ہے کہ وہ معبد کس طرح ذرہ ذرہ میں موجود ہے؟ کس طرح اس کی سب جگہ عمل داری ہے؟ اس طرح دل کی دنیا میں کاروبار کا دیدار ہی تماشہ ہے (باہر کی رام لیلا، راس لیلا نہیں) اُس خدائی تماشہ کا بدیہی احساس کرتے ہوئے جب حقیقی تماشہ گر کی قربت نصیب ہونے لگتی ہے تب مقام کی حالت آتی ہے۔ اس کا علم حاصل کر ریاضت اُسی مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اس میں استقر اپانا اور ماورائی ورد کے مکمل ہونے کی حالت میں معبد کی قربت پا کر اُس میں فائز ہونا، دونوں ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔

اس طرح جان اور ریاح یعنی تنفس سے مزین ہو کر چاروں طریقوں سے یعنی پیکھری، مدھیہ، پیمنتی اور سلسلہ وار ترقی کرتے میرا کے تکمیلی دور میں وہ (اناج) بھگوان اچھی طرح پک جاتا ہے، حاصل بھی ہو جاتا ہے، ہضم بھی ہو جاتا ہے اور اس سے لگا اور کھنے والا بھی اچھی طرح پکا ہوا بھی ہے۔

سर्वस्य चाहं हृदिसंनिविष्टो

मत्तः स्मृतिर्जानमपोहनं च ।

वेदैश्च सर्वेरहमेव वेद्यो

वेदान्तकृद्वेदविदेव चाहम् ॥ ११७५ ॥

میں ہی سارے جانداروں کے دل میں عالم الغیب کی شکل میں موجود ہوں، مجھ سے ہی شکل کی یاد (صورت جو عصر روح مطلق فراموشی ہے، اُس کا یاد ہو آنا) ہوتی ہے، (دور حصول کی عکاسی ہے) یاد کے ساتھ ہی علم (بدیہی دیدار) اور اپہنم (یعنی رکاوٹوں کا خاتمه مجھ بھگوان سے ہی ہوتا ہے۔ سب ویدوں کے ذریعہ میں ہی قابل فہم ہوں، دیدانت کا کارکن یعنی' वेदस्य अंतः स वेदान्त' (الگ تھا بھی تو جانکاری ہوئی، جب جانتے ہی اُسی شکل میں یا اُسی مقام پر پہونچ گیا، تو کون کس کو جانے وید کی آخری حالت کا کارکن میں ہی ہوں اور وید کو جاننے والا بھی میں ہی ہوں یعنی وید کا عالم، باب کی ابتداء میں انہوں نے کہا کہ دنیا ایک درخت ہے، اوپر بھگوان جڑ اور نیچے تمام مناظر تک شاخیں ہیں۔ جو اس جڑ سے دنیا کو الگ کر کے جانتا ہے، جڑ سے جانتا ہے، وہ وید کا عالم ہے، یہاں کہتے ہیں کہ میں وید کا عالم ہوں، جسے اس کا عالم ہے، شری کرشن نے اپنے کو اُس کے موازنہ میں کھڑا کیا کہ، وے ویدوں (وید کے عالم) ہیں، میں وید کا عالم ہوں، شری کرشن بھی ایک حق شناس عظیم انسان ہیں جو گیوں میں بھی اعلیٰ جوگی تھے۔ یہاں یہ سوال پورا ہوا، ارشاد فرماتے ہیں کہ، دنیا میں انسان کی شکل دو طرح کی ہے۔

द्वाविमौ पुरुषौ लोक क्षरश्चाक्षर च ।

کشرا: ساراہنی بھوتانی کوٹسٹھو ڈکھرا ۱۱۹۶ ॥

ارجن! اس دنیا میں 'جرا' فنا ہونے والے، بدلنے والے اور 'احکام' (لا فانی) نہ ختم ہونے والے، نہ بدلنے والے ایسے دو طرح کے انسان ہیں، ان میں سارے دنیوی جانداروں کے اجسام تو فانی ہیں، ختم ہونے والے انسان ہیں، آج ہیں تو کل نہیں رہ جائیں گے اور یہ بلندی پر فائز انسان لا فانی کہا جاتا ہے۔ ریاضت کے ذریعہ من کے ساتھ حواس پر قابو یعنی جس کے حواس بطور بلندی پر غیر متحرک ہیں، وہی لا فانی کہلاتا ہے، اب آپ عورت کہے جاتے ہوں خواہ مرد، اگر جسم اور جسمانی شکل اختیار کرنے کی وجہ سے تاثرات (سنسکار) کا سلسلہ جاری ہے تو آپ فانی انسان ہیں اور جب من کے ساتھ حواس ساکن ہو جاتے ہیں تب وہی لا فانی انسان کہلاتا ہے، لیکن یہ بھی انسان کی خاص حالت ہی ہے۔  
ان دونوں سے ماوراء ایک دوسرا انسان بھی ہے

उत्तमः पुरुषस्त्वन्यः परमात्मेत्युदाहृतः

यो लोकत्र यमाविश्य बिभर्त्यव्यय ईश्वरः ۱۱۹۷ ॥

اُن دونوں سے اعلیٰ انسان تو دوسرا ہی ہے، جو تینوں عوالم میں داخل ہو کر سب کو سنبھالتا اور پرورش کرتا ہے اور لا فانی روح مطلق بھگوان اس طرح سے کہا گیا ہے، روح مطلق، غیر مریٰ لا فانی عظیم انسان وغیرہ اُس کے تعارف کننده الفاظ ہیں، درحقیقت یہ دوسرا ہی ہے۔ یعنی لا بیان ہے۔ یہ فانی لا فانی سے ماوراء عظیم انسان کی انتہائی حالت ہے، جس کو بھگوان وغیرہ الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے، مگر وہ دوسرا ہے یعنی لا بیان ہے۔ اُسی حالت میں جو گ کے مالک شری کرشن اپنا بھی تعارف کرتے ہیں۔ جسے۔

यस्मात्क्षरमतीतो ४हमक्षरादपि चोत्तमः ।

अतोऽस्मि लोके वेदे प्रथितः पुरुषोत्तम ۱۱۹۸ ॥

میں مذکورہ بالا فانی، قابل تبدیل دائرہ سے بالکل ماوراء اور لا فانی، کبھی نہ ختم ہونے والے مستقل مزاج انسانوں سے بھی بالاتر ہوں، لہذا جہان اور وید میں عظیم انسان نام سے

यो मामेवमसंमूढो जानाति पुरुषोत्तम् ।

स सर्वेविद्रभजति मां सर्वभावेन भारत ॥۱۹۶॥

اے بھارت! جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ اس طرح جو عالم انسان مجھ اعلیٰ ترین انسان کو ظاہری طور سے جانتا ہے وہ علیم انسان ہر طرح سے مجھ بھگوان کو ہی یاد کرتا ہے وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔

इति गुह्यतमं शास्त्रमिदमुक्तं मयानघ ।

एतद्बुद्ध्या बुद्धिमान्स्यात्कृत्यश्च भारत ॥۲۰۱॥

بے گناہ ارجن! اس طرح بہت ہی راز بھری یہ شریعت میرے ذریعہ بیان کی گئی۔ اس کو عنصر سے جان کر انسان مکمل عالم اور شاد کام ہو جاتا ہے۔ لہذا جو گ کے مالک شری کرشن کا یہ کلام خود میں مکمل شریعت ہے۔

شری کرشن کا یہ راز بے حد پوشیدہ تھا، انہوں نے صرف اپنے طالبوں سے بتایا۔ یہ اہل کے لئے تھا۔ سب کیلئے نہیں، لیکن جب یہی راز کی بات (شریعت) لکھنے میں آجائی ہے، سب کے سامنے کتاب رہتی ہے۔ لہذا الگتا ہے کہ شری کرشن نے سب کے لئے کہا، لیکن حقیقت میں یہ اہل کے لئے ہی ہے۔ شری کرشن کی یہ شکل سب کے لئے تھی بھی نہیں، کوئی انہیں بادشاہ، کوئی پیغمبر تو کوئی یادو (یہ دخاندن کا ہی) مانتا تھا، لیکن اہل ارجن سے انہوں نے کوئی نفاق نہیں رکھا، اُس نے پایا کہ، وہ اعلیٰ وہ حقیقی عظیم انسان ہیں، نفاق رکھتے تو اُس کا بھلا ہی نہیں ہوتا،

یہی صفات حصول یافتہ ہر ایک عظیم انسان میں پائی گئی رام کرشن پرم نہس دیواں ایک بار بہت خوش تھے۔ مقلدوں نے پوچھا، ”آج تو آپ بہت خوش ہیں“، وے بولے ”آج میں وہ“، پرم نہس ہو گیا، ان کے دور میں کوئی اعلیٰ انسان پرم نہس تھے، ان کی طرف اشارہ کیا

کچھ وقت کے بعد وے من، عمل اور زبان (من، کرم، وچن) سے لائقی کی امید کے ساتھ اپنے پیچھے لگے ریاضت کشوں سے بولے، ”دیکھو“ اب تم لوگ شک مت کرنا، میں وہی رام ہوں، جو تھا کے دور میں ہوئے تھے۔ وہی کرشن ہوں، جو دواپر کے وقت میں ہوئے تھے۔ میں انہیں کی پا کیزہ روح ہوں، وہی شکل ہوں، اگر حاصل کرنا ہے، تو مجھے دیکھو،

ٹھیک اسی طرح قبل احترام گروہ مہاراج جی، بھی سب کے سامنے کہا کرتے تھے۔ ”ہو، ہم پروردگار کے قاصد ہیں، جو سچ مجھ میں عارف ہے، وہ معبد کا قاصد ہے، ہمارے ذریعہ ہی انکا پیغام ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا، ”میں پروردگار کا پسر ہوں میرے قریب آؤ وہ اس واسطے کے بھگوان کا پسر کھلاوے گے“، لہذا سبھی اولاد ہو سکتے ہیں، ہاں یہ بات جدا ہے کہ، قریب آنے کا مطلب ان تک ریاضت، ریاضت کے سلسلہ میں چل کر پوری کرنی ہے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”میں اللہ کا رسول ہوں، چیخبر ہیں“، قابل احترام مہاراج جی، سب سے تو اتنا ہی کہتے تھے۔ نہ کسی خیال کی تروید نہ حمایت (خندن ن مَدْنَ) لیکن جو یزاری میں پیچھے لگے تھے۔ ان سے کہتے تھے۔ ”صرف میری شکل کو دیکھو اگر تمہیں اُس عصرِ عالیٰ (معبد) کی چاہت ہے تو مجھے دیکھو، شک مت کرو، بہت سے لوگوں نے شہبہ کیا، تو ان کو احساس میں دیکھا کر ڈانٹ پھٹکار کر ان خارجی خیالات سے ہٹا کر جن میں جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق (باب ۲/ ۳۰- ۳۳) بے شمار عبادت کے طریقے ہیں، اپنی شکل میں لگایا، وے شروع سے آج تک عظیم انسان کی شکل میں قائم ہیں اسی طرح شری کرشن کی اپنی حیثیت (حالت) بصینغہ راز تو تھی لیکن اپنے لاشریک عقیدت مند مکمل الہیت رکھنے والے عاشق ارجمن کیلئے انہوں نے اُسے آشکارا کیا۔

ہر بندہ کیلئے ممکن ہے، عظیم انسان لاکھوں کو اس راستہ پر چلا دیتے ہیں۔

## مغز سخن

اس باب کی ابتداء میں جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ، دنیا ایک درخت ہے، پیپل جیسا درخت ہے۔ پیپل محض ایک مثال ہے اور اس کی جڑ بھگوان اور نیچے تمام قدرت تک اس کی شاخیں درشانیں ہیں، جو اس درخت کو جڑ کے ساتھ جان لیتا ہے وہ ویدوں کا عالم ہے، اس دنیوی درخت کی شاخیں اور نیچے ہر طرف پھیلا ہوا ہے، کیوں کہ وہ جڑ بھگوان ہے اور وہی تنہ کی شکل میں ہر جاندار کے دل میں قیام کرتا ہے۔

پران کا واقعہ ہے کہ ایک بار نیلو فرفرے آفتابی (کنول) پر بیٹھے ہوئے برہما (ब्रह्म) نے سوچا کہ میرا مصدر کیا ہے؟ جہاں سے وے پیدا ہوئے تھے۔ اُس کنول کے ڈنڈی میں اترتے چلے گئے مسلسل اترتے رہے، لیکن اپنا مصدر نہ دیکھ سکے تب نا امید ہو کر

اسی کنوں کے اوپر بیٹھ گئے۔ طبیعت کو قابو کرنے میں لگ گئے اور تصور کے ذریعہ انہوں نے اپنا اصل مصدر پالیا، عنصر اعلیٰ کا بدیکی دیدار کیا، حمد و شنا کی۔ اعلیٰ ترین شکل والے معبدوں سے ہی حکم ملا کہ میں ہوں تو ہر جگہ، لیکن میرے حضور کی جگہ محض دل ہے۔ دل کی دنیا میں جو تصور کرتا ہے، وہ مجھے حاصل کر لیتا ہے۔

خالق ایک علامت ہے۔ جوگ کے ریاضت کی ایک نکھری ہوئی حالت میں اس مقام کی بیداری ہے۔ معبد کی طرف مائل علم تصوف سے مزین عقل ہی خالق ہے۔ کنوں پانی میں رہتے ہوئے بھی بے داغ اور لاتعلق رہتا ہے۔ عقل جب تک ادھر ادھر تلاش کرتی ہے، تب تک نہیں پاتی اور جب وہی عقل اطافت کے مقام پر فائز ہو کر من کے ساتھ حواس کو سمیٹ کر دل کی دنیا میں بندش کر لیتی ہے، اُس بندش کے بھی تخلیل ہونے کی حالت میں اپنے ہی دل میں روح مطلق کو حاصل کر لیتی ہے۔

یہاں بھی جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق دنیا ایک درخت ہے، جس کی جڑ ہر طرف ہے اور شاخیں بھی ہر جگہ ہیں۔ اعمال کے مطابق صرف انسان (آنکھ) میں بندش تیار کرتا ہے باندھتا ہے۔ دوسری یوں تو انہیں اعمال کے مطابق اپنی کئے کا نتیجہ حاصل کرتیں ہیں۔ لہذا مستحکم پیراگ کی شکل والے صلاح کے ذریعہ اس دنیوی شکل والے پیپل کے درخت وک تو کاث اور اعلیٰ مقام کی تلاش کر، جسم مقام پر پہنچے ہوئے اولیاء دوبارہ جنم حاصل نہیں کرتے۔

کیسے جانا جائے کہ، دنیوی درخت کٹ گیا؟ جوگ کے مالک بتاتے ہیں کہ۔ جو عزت اور فرقہ سے ہر طرح مبراہے، جس نے صحبت کے اثرات پر فتح حاصل کر لی ہے۔ جس کی خواہشات ختم ہو گئی ہے۔ اور جو کشمکش سے آزاد ہے، وہ انسان اُس عنصر اعلیٰ کو حاصل کرتا ہے۔ اُس اعلیٰ مقام کو نہ سورج، نہ چاند وارنہ آگ ہی روشن کر پاتی ہے۔ وہ میر انور ہے جس میں داغلہ ہونے کے بعد لوٹ کر نہیں آنا پڑتا وہ میرا اعلیٰ مقام ہے، جسے حاصل

کرنے کا اختیار سب کو ہے، کیوں کہ وہ ذی روح میرا ہی خالص حصہ ہے۔

جسم کو ترک کرتے وقت ذی روح من اور پانچوں حواس کے کاروبار کو لے کر نئے جسم کو قبول کرتی ہے۔ تاثرات صالح ہیں تو صالح سطح پر پہونچ جاتی ہے، مکات رویہ والی (راणاًتی) ہے تو اوسط مقام پر اور مکات مذموم والی (تاامسی) رہنے پر نفرت انگیز (یوگیوں) تک پہونچ جاتی ہے۔ حواس کی نگرانی من کے وسیلے سے موضوعات کو دیکھتی اور ان سے اطف اندوں ہوتی ہے۔ یہ دکھائی نہیں پڑتی، اسے دیکھنے کی نظر علم ہے۔ کچھ یاد کر لینے کا نام علم نہیں ہے۔ جوگی حضرات دل میں طبیعت کو سمیٹ کر پوری کوشش کے بعد ہی اسے دیکھ پاتے ہیں، لہذا علم تدبیر سے حاصل ہوتا ہے، ہاں مطالعہ سے اس کی طرف رجحان پیدا ہوتی ہے۔ شک سے مزین احساس فراموش لوگ کوشش کے باوجود بھی اسے حاصل نہیں کر پاتے۔

یہاں حصول والے مقام کی عکاسی ہے۔ لہذا اس حالت کی شوکتوں کا بہاؤ قدرت کے مطابق ہے اُن پر روشی ڈالتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ سورج اور چاند میں میں ہی روشنی ہوں آگ میں میں ہی جلال ہوں۔ میں ہی شدید آگ کی شکل سے چار طریقوں سے پکنے والے انماج کو ہضم کرتا ہوں، شری کرشن کے الفاظ میں انماج واحد معبد ہے (अन्नं ब्रहा व्याजानात्) جس اپنیشد سے شری کرشن نے حوالہ لیا ہے، اُس کا یہی فیصلہ ہے جسے حاصل کر یہ روح آسودہ ہو جاتی ہے۔ بیکھری سے پر اتک انماج مکمل طور سے پک کر ہضم ہو جاتا ہے وہ ظرف بھی ختم ہو جاتا ہے اس انماج کو میں ہی ہضم کرتا ہوں یعنی مرشد کامل جب تک رتح بان نہ ہوں، تب تک یہ حصول یابی نہیں ہوتی۔

اس پر زور دیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن پھر بیان کرتے ہیں کہ تمام جانداروں کے دل کی دنیا میں موجود ہو کر میں ہی یاد دلاتا ہوں جو شکل فراموش تھی، اس کی یاد

دلاتا ہوں، یاد کے ساتھ حاصل ہونے والا عالم بھی میں ہی ہوں۔ اُس میں آنے والی دقتون کا حاصل بھی مجھ سے ہی ہوتا ہے۔ میں ہی جانے کے لائق ہوں اور ظاہر ہو جانے کے بعد جانکاری کا خاتمہ کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔ کون کسے جانیں؟ میں وید کا عالم ہوں، وید کا عالم ہے، لیکن اس کو کائنے والا بھی جانتا ہے۔ یہاں کہتے ہیں میں بھی وید کا عالم ہوں، ان وید کے عالموں میں اپنے کو بھی شمار کرتے ہیں، الہذا شری کرشن بھی یہاں وید کے عالم اعلیٰ ترین انسان ہیں، جیسے پانے کا اختیار ہر انسان کو ہے۔

آخر میں انہوں نے بتایا کہ، دنیا میں تین طرح کے انسان ہیں دنیا کے سارے جانداروں وغیرہ کے تمام اجسام فانی ہیں مستقل مزاج ہونے کی حالت میں یہی انسان لا فانی ہے، لیکن ہے کشمکش والا اور اس سے بھی ماوراء روح مطلق رب العالمین، غیر مریٰ اور لا فانی کہا جاتا ہے۔ دراصل وہ دوسرا ہی ہے۔ یہ فانی اور لا فانی سے ماوراء ولی حالت ہے یہی اعلیٰ مقام کی حالت ہے۔ اس کے تناسب سے کہتے ہیں کہ میں بھی فنا اور بقاء سے ماوراء ہی ہوں، الہذا لوگ مجھے اعلیٰ ترین انسان کہتے ہیں اس طرح اعلیٰ ترین انسان کو جو جانتے ہیں وے عالم عقیدت مند لوگ ہمیشہ ہر جانب سے مجھے ہی یاد کرتے ہیں، ان کی جانکاری میں فرق نہیں ہے۔ ارجمن یہ بے انتہا پوشیدہ راز کی بات میں نے تجوہ بیانی حصول اولے عظیم انسان سب کے سامنے نہیں کہتے۔ لیکن جواہل سے اس سے نفاق بھی نہیں رکھتے، نفاق رکھیں گے، تو وہ حاصل کرے گا کیسے؟

اس باب میں روح کے تین حالات کا بیان فانی، لا فانی اور بہترین انسان کی شکل میں ظاہر کیا گیا، جیسا اس سے پہلے کسی دوسرے باب میں نہیں ہے۔ الہذا ط اس طرح شری مدھگود گیتا کی تمثیل اپنیشدہ علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجمن کے مکالمہ میں، مردحق آگاہ جوگ، (یوگ پوروتوتم نام کا پندرہواں باب کمکل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑا مند کے ذریعے  
لکھی شری مدھگود گیتا کی تشریح "حقیقی گیتا" (یتھارتھ گیتا) میں مرد حق آگاہ جوگ (پुرुषوت्तम  
یوگ نام کا پندرہوال باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تتس